لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

الحمد للہ کہ رسالہ نافعہ مشتمل بر تحقیق تنقیح و اظہار حق صریح پردہ کے مسئلہ میں مسمّٰے بہ

فصل الخطاب

فی

مسئلۃ الحجاب

من تصنیفاتِ عالم محقق و مدقق ذو المکارم و الافضال

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکنِ کرنال مدظلہم و دام فیضہم

بادلی سٹیم پریس ساڈھورہ میں چھپکر مطبوع طبائعِ اہلِ حق ہوا

قیمت ا/۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل الخطاب

فی

مسئلۃ الحجاب

تمام حمد وثنا حضرت خداوندِ پاک کے لئے ہیں جس نے اپنے فضل وکرم سے ہمکو مسلمان بنایا۔ اور دین اسلام کے نہایت پسندیدہ بہت سہل۔ اور آسان احکام کے ساتھ ہمکو مامور فرمایا۔

اور بے شمار درود وسلام حضرت رسولِ اکرم سید العرب والعجم پر جن کی ذات بابرکات تمام کائناتِ عالم کے حق میں رحمت ہے۔ آپ اُمت کیلئے نہایت رؤف ورحیم ہیں۔ آپنے ہمکو طریقِ حق کا روشن چراغ دکھلایا۔

اور اُنکے تمام آل واصحاب پر۔

امابعد جوکہ چند سال سے پردۂ عورات کے مسئلہ میں ایک عجب اختلاف پڑا ہوا ہے۔ ایک طرف رسموں کی لکیر کے فقیر لوگ غریب اور اہلِ حرفہ۔ دیندار۔ اور نیکبخت باحیا عورتوں کے بامر مجبوری واشد ضرورت باہر نکلنے کو بھی حرام اور کبیرہ گناہ کہتے اور اُنکے مردونکو دیوث اور قرمساق وغیرہ وغیرہ ناشائستہ الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ نئی روشنی کے لوگ نیکبخت اور باحیا بیبیوں کو یہود و نصاریٰ کی عورتوں کی مثل مطلق العنان بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور علوم دینی سے بے بہرہ ہونیکے باوجود (صرف کسیقدر اردو اور انگریزی ترجمے دیکھ کر) اپنے آپکو تمام علوم دینیہ۔ اور فنون عربیہ کا پورا ماہر سمجھ کر مجتہدانہ فتوے دیتے۔ اور آیات و احادیث کو اپنے غلط خیال کی طرف کھینچتے ہیں۔ میرے اکثر احباب بھی اس بارہ میں پُر مجبور کرنے لگے۔ لہذا جو کچھ اس مسئلہ میں مجھ کو حق اور لائق اتباع مسلک معلوم ہوتا ہے دوستوں کے لئے لکھا جاتا ہے۔ اور اس کا نام "فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب" رکھا جاتا ہے۔ خداوند تعالے حق ہی لکھاوے۔ باطل اور غلط سے بچاوے اور محفوظ رکھے۔ آمین!

تنبیہ اول

جاننا چاہیے کہ شرع شریف نے مسلمانوں کو عبادات اور معاملات کے تمام اُمور میں ایسے سہل اور آسان حکموں کا مکلف کیا ہے جن کو عام اور خاص سب مسلمان بلا حرج اور بلا تکلف عمل میں لا سکیں۔ حق سبحانہ وتعالے شانہ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ یعنی اللہ پاک کسیکو اُسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یعنی اللہ تعالے نے تم پر دین میں کسی طرح کی تنگی اور دقت نہیں رکھی ہے جیسے کہ اور سب کاموں میں مسلمانوں کو بقدر ضرورت سہولتیں عطا ہوئی ہیں۔ اسیطرح پردہ کے بارہ میں بھی سہولت ہی عطا ہوئی ہے ہم اس جگہ کتب دینیہ کی عبارتوں کا خلاصہ لکھتے ہیں۔ اور کتب عربیہ کی عبارتیں (سمجھنے والوں کے واسطے) حاشیہ پر بطور مختصر و ملتقط درج کرتے ہیں۔ بنظر انصاف ملاحظہ ہو۔ آزاد عورت کا چہرہ اور پہنچوں سے نیچے)

دونوں ہاتھ بالاتفاق۔ اور ٹخنوں سے نیچے) پاؤں بقول راجح ومفتے بہ ستر نہیں ہیں۔ اور ہاتھ پہنچوں سے اوپر اور بازو بھی امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰے کے ایک قول میں حضرت امام اعظم (رحمہ اللہ) کے نزدیک ستر نہیں ہیں۔ اِن اعضا کا نماز میں چھپانا فرض ہے۔ نہ نامحرم اور اجنبی مردوں سے۔ (بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ عورت کا دل خیال بد سے صاف ہو اور دیکھنے والے مرد کی بدنیتی کا بھی اندیشہ ظاہر نہ ہو) چہرے کیلئے علمائے شافعیہ میں سے بعض علماء کا قول حنفیہ کے موافق ہے۔ اور بعض کے نزدیک صرف نماز میں کھلنے کی اجازت ہے۔ نماز سے باہر یعنی نامحرموں کے دیکھنے کے لئے نہیں۔ سر اور کان اور گردن اور سینہ (جو گریبان سے کھلا رہتا ہے) اور ہاتھ معہ کہنی اور بازو کے اور پنڈلیاں۔ اِن اعضا کا محرموں کے روبرو کھولنا بھی (بشرط مذکور) باتفاقِ علما جائز اور ستر سے خارج ہے۔

بقیہ صفحہ گذشتہ۔ فانہما لیسا بعورۃ بالاجماع۔ لافی حق الصلوۃ ولا فی حق نظر الاجنبی حتے انہ یباح نظرہ الی وجہ المرأۃ الاجنبیۃ وکفیہا اذا کان بغیر شہوۃ۔ والا قدمیہا ایضًا فانہما لیسا بعورۃ ولاکن فیہما اختلاف المشائخ۔ قال فی الکافی استثناء ہذہ الاعضاء للابتلاء بابدائہا۔ فانہا لا تجد بدًا من مزاولۃ الاشیاء بیدیہا۔ ومن الحاجۃ الی کشف وجہہا۔ وتضطر الی المشی فی الطرقات وظہور قدمیہا خصوصًا الفقیرات منہن وہذا معنے قولہ تعالے۔ الا ما ظہر منہا ای ما جرت العادۃ والجبلۃ علے ظہورہ۔ وذراعہا عورۃ فی ظاہر الروایۃ عن اصحابنا الثلاثۃ۔ وفی غیر ظاہر الروایۃ عن ابی یوسف رح عن ابی حنیفہ رح ان ذراعیہا لیسا بعورۃ۔ وفی الاختیار لو انکشف ذراعہا۔ جازت صلوتہا لانہا من الزینۃ الظاہرۃ وہو السوار وتحتاج الی کشفہ للخدمۃ وسترہ افضل وصحح بعضہم انہ عورۃ فی حق الصلوۃ لا خارجہا۔ انتہے۔ ملخصًا۔

باندی کے ذمہ جو خدمت اور کار و بار بہت ہیں اسلیئے اوسکو کچھہ اور بھی وسعت دی گئی ہے۔ والضرورات تتقدر بقدرہا۔ع

جبکہ عورتوں کو مذکورہ بالا اعضا کا کھولنا جائز ہے تو اسیطرح مردوں کو عورتوں کے اُن اعضائ کا دیکھنا بھی جائز (بشرط مذکور یعنی جب خود اُس کا دل شہوت اور خیال بد سے صاف ہو اور عورت کی بدنیتی کا اندیشہ ظاہر نہو) عورت کے مذکورہ بالا اعضا کے کھُلنے اور مرد کو اُن اعضائ کے دیکھنے کا حکم جواز جو اوپر مذکور ہوا یہ عورت کے نفس اعضا کے متعلق تھا۔ عورت کے کپڑوں اور زیورات کا مردوں کو دیکھنا بالاتفاق جائز ہے۔ع بشرطیکہ تنگ اور باریک جسم نما کپڑے نہوں۔ اور فتنہ سے امن ہو۔ تفسیر مظہری میں تحت آیۂ وقل للمومنات یغضضن من ابصارہن کے لکھا ہے کہ امام شافعی رح اس آیۂ سے عورت کو اجنبی مرد کی طرف مطلقاً نظر کرنا ناجائز رکھتے ہیں۔ اور اُنکا استدلال

ع یعنی ضرورتوں کی کوئی حد معین نہیں ہے جسقدر کسی کے لئے ضرورت سمجھی جاتی ہے اوسی قدر سہولت دیجاتی ہے۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

ع شامی میں ہے وفی الذخیرۃ وغیرہا وان کان علے المرأۃ ثیاب فلا باس بان یتامل جسدہا۔ وہذا اذا لم تکن ثیابہا ملتزقۃ بہا بحیث تصف ما تحتہا ولم یکن رقیقا بحیث یصف ما تحتہ۔ فان کانت بخلاف ذالک فینبغی ان یغض بصرہ۔ وفی التبیین قالوا ولا باس بالتامل فی جسدہا وعلیہا ثیاب ما لم یبین حجمہا فلا ینظر الیہ حینئذ۔ لقولہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔ من تامل خلف امرأۃ ورای ثیابہا حتے تبین حجم عظامہا لم یرح رائحۃ الجنۃ۔ لانہ متی لم یصف ثیابہا ما تحتہا من جسدہا یکون ناظرا الے ثیابہا وقامتہا دون اعضائہا فصار کما اذا نظر الے خیمۃ ہی فیہا۔

اور دوسری جگہ لکھا ہے۔ وتلک المذکورات مواضع الزینۃ اشارا الے انہ لیس المراد فی الآیۃ نفس الزینۃ۔ لان النظر الیہا مباح مطلقاً بل المراد مواضعہا ۱۲ منہ رح

حضرت ام سلمہ رضہ کی حدیث سے ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دولتخانہ
پر ابن ام مکتوم کا حاضر ہونا اور حضورؐ کا ازواج مطہرات کو علیحدہ کر دینا مذکور ہے
امام ابوحنیفہ رحہ فرماتے ہیں۔ کہ (شہوت سے امن کی حالت میں) نظر کرنا جائز ہے۔
بدلیل حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضہ کہ قبیلہ خثعم سے ایک عورت نے حجۃ الوداع
کے سال حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے بوڑھے پھوس باپ پر حج فرض ہوا ہے
اور وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟
فرمایا ہاں کر سکتی ہے۔ فضل بن عباس اُس عورت کو دیکھنے لگا اور وہ فضل
کو دیکھنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا مُنہ پکڑ کر دوسری طرف کو پھیر دیا
حضرت عباس رضہ نے عرض کیا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے (فضل) کی گردن مروڑ
ڈالی۔ فرمایا کہ فضل اور وہ دو نوجوان تھے۔ مجھ کو اغواء شیطانی کا اندیشہ ہوا
ابن القطان اس حدیث سے جواز نظر استنباط کرتے ہیں۔ کیونکہ حضور نے اس عورت
کو مُنہ چھپانے کا حکم نہیں دیا (اور گویا حضرت عباس کے جواب میں یہ ارشاد
فرمایا کہ اگرچہ نظر حرام نہیں ہے۔ مگر فتنہ اور اغواء شیطانی کے اندیشہ کے وقت
نظر کو روکنا چاہیئے) اور حضرت عباسؓ بھی اگر نظر کرنا اور دیکھنا جائز نہ سمجھتے
ہوتے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال نہ کرتے۔ اور حضور
بھی اُنکی غلط فہمی کی اصلاح فرماتے۔ امام اعظم رحہ کی دوسری دلیل ہے فاطمہ
بنت قیس کی حدیث کہ اُسکے شوہر نے اس کو طلاق بائن دی۔ حضور نے
اُس کو عبداللہ ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت پوری کرنیکا حکم فرمایا۔ (حالانکہ
ابن ام مکتوم اُسکے محرم نہ تھے) اس حدیث سے عورت کو نابینا مرد کی طرف دیکھنا
جائز ثابت ہوا۔ پس بینا مرد کیطرف نظر کرنی بالاولےٰ جائز ہوئی۔ کیونکہ بینا
کیطرف کچھ شرم کیساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور نابینا کو بے تکلف اور بیباک دیکھ سکتے ہیں

تفسیر مذکور میں آیت ولا یبدین زینتہن کے تحت میں لکھا ہے کہ مستثنیٰ (یعنی ما ظہر منہا) سے مراد عورت کا چہرہ اور اُسکے دونوں ہاتھ ہیں۔ اور ایک قول میں دونوں پاؤں بھی۔ بیضاوی نے کہا ہے کہ "یہ استثنا، نماز ہی کے ساتھ خاص ہے۔ اور نظر کرنے میں آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے۔ شوہر اور محرم کے سوا دوسرے شخص کو بدون معالجہ اور ادائے شہادت وغیرہ کے ان اعضا کا دکھلانا بھی ناجائز ہے"۔ حنفی مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ "نماز کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔ مُنہ اور ہاتھوں کے کھولنے کی ضرورت بہت پڑتی ہے۔ بعض وقت عورت کو بازار وغیرہ سے سودا سُلف لا دینے والا کوئی نہیں ملتا۔ اسیطرح اور بھی ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ مُنہ پر نقاب یعنی گھونگٹ ڈالکر چلی جایا کرے۔ اور اگر اُسکے پاس اسقدر کپڑا نہو جس سے مُنہ اور ہاتھ پورے طور پر چھپا سکے تو جسقدر ہو سکے اُسی قدر چھپا کر کاروبار کو چلی جاوے"۔ مظہری کا خلاصہ تمام ہوا۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ "بعض شافعی علماء کا قول بھی حنفیوں کے موافق ہے۔ (کہ نماز کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔) نماز سے باہر بھی ان اعضا کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ اور عورت کے دونوں پاؤں کے ستر نہ ہونے کی وجہ لکھتے ہوئے کہا ہے کہ پاؤں کے چھپانے میں زیادہ حرج ہے۔ خصوصًا عرب کی اکثر غریب اور محتاج عورتوں کو جو اپنے کاروبار کے لیے راستوں میں چلتی پھرتی اور مردوں کے ساتھ معاملے کرتی ہیں"۔

عمر رسیدہ بڈھی پھوس عورت جو خواہش کے قابل نہ رہی ہو (اجنبی ہو خواہ محرم) اُس کے ہاتھ کو چھونا۔ اور مصافحہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ دل صاف ہو کذا فی الشامی علے الدر۔

مرد کا بدن (جس قدر مردونکو دیکھنا جائز ہے اُس قدر) عورتوں کو بھی دیکھنا جائز

ہے۔ بشرط امن۔ اور اگر امن نہو تو (اگرچہ دلیل کا مقتضا تو یہی ہے کہ وہ بُرا خیال اور گناہ کی رغبت حرام اور گناہ ہو اور دیکھنا مباح مگر) استحساناً دیکھنا بھی حرام ہے۔ چنانچہ مرد کو مرد کے دیکھنے کا بھی یہی حکم ہے[ع] گھر میں رکھنے کے لیئے عورتوں ہی کی کیا خصوصیت ہے۔ بے ریش اور حسین لڑکا بھی تو نظر کرنے کے مسئلہ میں عورتوں ہی کی مثل ہے۔ اُسکے لیئے پردے میں رہنا کیوں واجب نہیں کہا جاتا؟

شامی ہی میں لکھا ہے کہ سر سے پاؤں تک اُس کا تمام بدن ستر ہے۔ اور شہوت کے ساتھ اُس کا دیکھنا حرام ہے[ع]

عورت کی آواز ستر نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ خوش الحانی کے ساتھ بلند آواز سے بولے۔ یا پڑھے۔ یا گاوے۔ یا آواز میں نغمہ اور فصاحت اور نرمی ہو۔ نرم لہجہ میں میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہو۔ جس سے فتنے یعنی مردوں کے میلان اور رغبت کا اندیشہ ہو تو ایسی آواز ستر ہے۔ اسلیئے عورت کو اذان کہنا منع ہے۔ اور عورت کی آواز کو جو ستر کہا جاتا ہے اُس سے ایسی ہی آواز مراد ہے۔ نہ کہ عورت کا بولنا۔ کذا فی الشامی[ع] اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالے کے نزدیک بھی عورت کی

[ع] فی الشامی (قولہ وکذا تنظر المرأۃ من الرجل کنظر الرجل من الرجل ان امنت شہوتہا) فلو لم تامن او خافت او شکت حرم استحساناً کالرجل ہو الصحیح فی الفصلین ۱۲ منہ رح

[ع] فیہا۔ الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحاً فحکمہ حکم الرجال وان کان صبیحاً فحکمہ حکم النساء وہو عورۃ من قرنہ الی قدمہ لایحل النظر الیہ عن شہوۃ ۱۲ منہ رح

[ع] شامی کی عبارت یہ ہے۔ ولا یظن من لا فطنۃ عندہ انا قلنا صوت المرأۃ عورۃ انا نرید بذلک کلامہا لان ذالک لیس بصحیح فانا نجیز الکلام مع النساء للاجانب ومحاورتہن عند الحاجۃ الی ذالک ولا نجیز لہن رفع اصواتہن ولا تمطیطہا ولا تلیینہا وتقطیعہا لما فی ذالک من استمالۃ الرجال الیہن وتحریک الشہوات ومن ہذا لم یجز ان تؤذن المرأۃ۔ اھ قلت ولیشیر الی ہذا تعبیر

آواز ستر نہیں ہے۔ چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں مذکور ہے۔ یہ تمام روایتیں
جو متن اور حاشیہ پر درج بالا ہوئی ہیں۔ اُنسے سمجھ دار آدمی بخوبی سمجھ سکتا
ہے کہ تستّر اور پردے کے معنے چہرے اور ہاتھوں اور پاؤں کے سوا باقی
بدن کو کپڑے کے ساتھ چھپانے کے ہیں۔ نہ یہ کہ کپڑوں میں چھپے ہوئے
بدن کو گھروں کے اندر پوشیدہ رکھا جاوے

تنبیہ دوم

تنبیہ دوم۔ اب ہم اُن شبہات کے جواب دیتے ہیں جو کسی کو بعض
آیات واخبار و آثار سے عورتوں کو گھر میں بند رہنے کی فرضیت کا خیال
ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے۔ اس مقصود کو ہم تین فائدوں میں لکھتے
ہیں۔ **فائدہ اول** میں ہم ایسی آیات کے متعلق گفتگو کرتے ہیں
فائدہ دوم میں احادیث کے متعلق۔ **فائدہ سوم** میں آثار

فائدہ اول

پہلی آیت

صحابہ کے متعلق۔ فائدہ اول ایسی چار آیتیں ہیں جن سے پردۂ معلومہ کی
فرضیت کا خیال کرتے ہیں۔ آیت اول قولہ تعالے۔ قل للمؤمنین یغضوا
من ابصارہم۔ ویحفظوا فروجہم۔ ذلک ازکے لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون
وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن۔ ولا یبدین
زینتہن الا ما ظہر منہا۔ ولیضربن بخمرہن علے جیوبہن۔ ولا یبدین زینتہن
الا لبعولتہن۔ او آبائہن او آباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن۔
او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن او نسائہن او ما ملکت ایمانہن
او التابعین غیر اولے الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علے عورات
النساء۔ ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن۔ سورۂ نور۔ رکوع ۴
اس آیت سے پردۂ معلومہ کو فرض ٹھہرانا بوجوہ ذیل غلط ہے (اول)
اس آیت میں نامحرم مرد اور عورت کیطرف بنظر شہوت دیکھنے سے ممانعت

اور شرمگاہونکی حفاظت کا حکم ہوا ہے۔ اگر عورتونپر گھر ہی میں رہنا فرض اور باہر نکلنا حرام ہوتا۔ یا یہ حکم ہوتا کہ اگر کبھی شاذونادر احیاناً و اتفاقاً سخت ضرورت میں نکلیں تمام بدن معہ چہرہ اور ہاتھ پاؤں کے چھپاکر نکلیں تو مردونکو آنکھیں بند کرنے کا حکم کس لیئے ہوتا۔؟ آنکھ بند کرنے کی ضرورت توصرف مقابلہ اور سامنا ہی ہونے کے وقت پڑتی ہے پس اس آیت سے تو عورتوں کے باہر نکلنے کا جواز نکلا نہ کہ ممانعت !!

اس آیت میں جیساکہ عورتوں کو اپنی شرمگاہ محفوظ رکھنے کا حکم ہے اگر اسکو گھرونمیں بندرہنے کی فرضیت کا مستلزم سمجھا جاوے تو اسیطرح اسمیں مردونکو بھی شرمگاہ کی حفاظت کا حکم ہے۔ چاہیئے کہ ویسے ہی مستلزم اُنکے بندرہنے کو ہو۔ اور یہ صریحاً باطل ہے۔ سوم من ابصارہم اور من ابصارہن میں من تبعیضیہ ہے۔ پس بعض نظر ناروا ہے۔ جس میں نیت بد ہو۔ یا اُن اعضاء کی طرف ہو جنکا چھپانا فرض ہے۔ اور جن اعضا کا چھپانا فرض نہیں ہے (عورت کے ہوں خواہ مرد کے) اُن کا دیکھنا بھی جائز رہا اور جس کپڑے میں عورت چھپی ہوئی ہو اُس کپڑے کا دیکھنا بالاولیٰ جائز ہوگا چہارم پھر اسی آیت میں یہ بھی ہے کہ ولا یُبدین زینتہن الا ماظہر منہا۔ جس سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ - ضرور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اور اے نبی ایمان والی عورتوں سے بھی کہدو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہونکو بچائے رہیں اور اپنی زیب وزینت کو نہ کھولیں مگر اسقدر جو خود کھلی ہے (یعنی جس کا چھپانا مشکل ہے۔ جیسے چہرہ اور ہاتھ اور پاؤں) اور چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر خاوندوں پر یا باپ دادا نانا وغیرہ پر یا اپنے خاوند کے باپ دادونپر۔ یا اپنے بیٹونپر۔ یا اپنے خاوند کے بیٹونپر۔ یا اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں پر یا اپنی مملوک پر یا اپنے خادمونپر جنھیں بوجہ بڑھاپے کے عورتوں کی طرف رغبت نہ رہی ہو

مواضع زینت کا اجنبی مرد کو دکھانا اور دیکھنا حرام ہوا - اور چہرہ اور دونو ہاتھ اور پاؤں
اس حکم سے مستثنیٰ ہو کر اُنکا دیکھنا اور دکھلانا جائز رہا -

تفسیر مظہری اور روح المعانی سے اسی آیت کی تفسیر کا انتخاب پہلے
مرقوم ہو چکا ہے - جس میں گھر کے اندر رہنے کی عدم فرضیت صاف طور
پر ظاہر ہو چکی - حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فتح الرحمٰن میں
اسی آیت کے تحت میں فرماتے ہیں - حاصلِ این آیت آنست کہ مواضعِ
زینت دو قسم است آنچہ دراں حرج است و آں وجہ وکفین بود - و آں کہ
دراں حرج نیست - مانند سر و گردن - و عضد و ذراع و ساق - پس سترِ وجہ
وکفین از اجنبیاں فرض نیست بلکہ سنت است - و سترِ غیرِ آں از اجنبیاں
فرض است نہ از محارم - واللہ اعلم -

پنجم - پھر اُسیجگہ بعد میں ارشاد ہے کہ ولیضربن بخمرھن علے جیوبھن اسکی
تفسیر میں صاحب جمل نے لکھا ہے کہ "زمانۂ جاہلیت میں عورتیں کُرتی
بدُون صرف ایک اوڑھنی سر پر ڈالکر باہر نکل جاتی تھیں - اور اس
اوڑھنی کو سدل کر چھوڑتی تھیں - یعنی سر پر ڈالکر اُسکے دونو سِرے
دونوں مونڈھوں پر سے سیدھے نیچے لٹکا لیتی تھیں گلا - او چھاتی
اور پیٹ یہ سب کھُلے رہتے تھے - اِس آیت کے ساتھ اُنکو حکم ہوا ہے
کہ اوڑھنی کو اسطرح نہ رکھا کرو - بلکہ اُسکا داہنا حصّہ حلق اور سینہ پر
کو اُٹھا کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیا کرو - تاکہ گلو اور سینہ اور شکم اور
اُنکے زیورات اجنبی لوگو نپر نہ کھلیں" خلاصہ یہ کہ اگر عورت کرتی پہنے
ہوئے اور چادر کو احتیاط سے اوڑھے ہوئے (جس سے صرف اُسکا چہرہ
اور ہاتھ اور پاؤں (جنکا کھلنا جائز ہے) کھلے ہوں) اسطرح جا یا نکلے تو

اوس کا نکلنا ناجائز نہ ہوا - پس اِس آیت سے مخالف کا مدعا کسیطرح
بھی حاصل نہیں ہوتا - دوسری آیت ہے **قولہ تعالےٰ** وقرن فی دوسری آیت
بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولےٰ - اِس آیت میں دو باتیں قابلِ غور ہیں
اول یہ کہ تبرج کے کیا معنے ہیں - اور زمانۂ جاہلیت کا تبرج کیا تھا جس سے
ممانعت ہوئی - دوم یہ کہ اس میں پردۂ معلومہ کی فرضیت ہے یا نہیں؟
اگر فرضیت ہے تو وہ خاص اُم المومنین کے واسطے ہے یا تمام مسلمان
عورتوں کے واسطے - یہ مضمون تین مقالوں پر تقسیم ہوگا - **پہلا مقالہ**
لفظ تبرج کی تحقیق میں - فنقول وباللہ التوفیق - مجمع البحار میں ہے
وبکرہ التبرج بالزینۃ لے اظہار الزینۃ للناس لغیر محلہا لے لغیر الزوج
یعنی تبرج کے معنے ہیں کہ بے محل یعنے شوہر کے سوا دوسرے لوگوں کے
لئے آرائش اور سنگار کا ظاہر کرنا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
قدس سرہ اِس آیت کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں کہ "و اظہارِ تجمل بکنید مانند
اظہار تجمل کہ در جاہلیتِ پیشیں بود" اور شاہ عبد القادر صاحب رح لکھتے ہیں
(اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے نادانی کے وقت) جمل
حاشیہ جلالین میں اسکی تفسیر اسطرح کی ہے "لا تتبخترن فی مشیکن" یعنی اے عورتو
تم مٹکتی اور اتراتی مت چلو - جمل میں لیث رح کا قول ہے کہ کہا جاتا ہے
تبرجت المرأۃ - جبکہ عورت اپنے چہرے اور جسم کے حُسن و جمال اور زیورات
کو لوگوں پر ظاہر کرے - اور ساتھ ہی غمزے اور نگاہِ ناز سے دیکھے بھی -
تبرج کے معنی تو معلوم ہو چکے - رہی یہ بات کہ زمانۂ جاہلیت میں تبرج
کسطرح ہوتا تھا - سو مفسرین نے اسلام سے پہلے جاہلیت کے

ه ترجمہ اور اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھا کرو اور جاہلیت کے پہلے زمانے کے سے بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو ۱۲ منہ رحمہ

مختلف وقتوں میں مختلف ہی طور کی آرائش سے عورتوں کا باہر نکلنا اور نامحرموں کے ساتھ رہنا سہنا بیان کیا ہے۔ اور وہ سب صورتیں نہایت بے حیائی کی ہیں چنانچہ درج ذیل ہیں۔ (الف) زمانۂ ولادت حضرت سیدنا ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ السلام میں عورتیں موتیوں کے جڑے ہوئے اور باریک جسم نما کپڑے پہنکر بازار کوچوں میں مردونکو دکھلاتی اور مائل کرتی ہوئی چلتی تھیں۔ اُنکو آرائش کے ساتھ نکلنے سے مقصود یہی مردونکا مائل کرنا ہوتا تھا۔ اور اِس زمانے کی کسبیوں کی طرح اُنکا پیشہ یہی ہوتا تھا۔ بعضوں نے داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا زمانہ مراد رکھا ہے جس میں عورتیں کپڑا آگے پیچھے سے بن سِلا پہنتی تھیں۔ اور بے حیائی کی یہانتک نوبت پہنچتی تھی کہ عورت اپنے شوہر اور آشنا کے بیچ میں بیٹھتی اور اُن دونو میں اسطرح تقسیم ہوتی تھی کہ ازار سے اوپر کا بدن آشنا کا حصہ اور نیچے کا بدن شوہر کا حصہ۔ ہر ایک اپنے اپنے حصہ سے حظ اُٹھاتا تھا۔ اور کبھی باہمی رضامندی سے حصہ کا تبادلہ بھی کر لیتے تھے (ج) مجاہد رح کا قول ہے کہ عورتیں بدکار مردونکے پیچھیں ہوکر چھیڑ بازی کرتی ہوئی چلتی تھیں۔ علانیہ طور پر فحش ہوتا تھا۔ جیسے اِس زمانے میں بے حیا رنڈی باز رنڈیوں کے ساتھ پھرتے ہیں (د) عورتیں سدل کی صورت پر اوڑھنی سر پر رکھتی تھیں۔ گلو۔ اور سینہ اور اُنکا زیور کھلا رہتا تھا۔

اب اُس تبرج کی تمام ماہیت اور حقیقت ظاہر ہو گئی جو کہ زمانۂ جاہلیت میں ہوتا تھا اور اِس آیت میں مراد ہے۔ اور ناظرین رسالہ امر دوم کو بھی اِس سے خود سمجھ سکتے ہیں کہ مذکورہ بالا اور اُنکے مثل بےحیائی کی اور بھی تمام حالتوں اور صورتوں کے ساتھ نامحرم مردونکے ساتھ رہنا سہنا۔

اُٹھنا بیٹھنا - باہر آنا چلنا - پھرنا - اِس آیت سے منع ہوا ہے - ہر ایک عورت کا ہر ایک وقت اور حالت اور صورت میں نکلنا عام اور مطلق طور پر منع نہیں ہوا - کہ خواہ کیسی ہی ضرورت میں یا کیسے ہی سادہ پن اور حیا شرم کیساتھ عورت باہر جاوے وہ سب جانا اِس سے منع ہو گیا ہو ہرگز نہیں!

قاضی ثناء اللہ صاحب رح تفسیر مظہری میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وقرن تا آخر (یعنی اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیویو تم اپنے گھروں میں رہو - اِس آیت میں گناہ کے قصد سے باہر جانے کی ممانعت ہے چنانچہ اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے حق تعالے کا اس سے بعد کا ارشاد (ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولے -) یعنی تم جاہلیت کے زمانے کیطرح اپنے سنگار اور زینت کو دکھاتی نہ پھرو - پس یہ (ولا تبرجن) عطف تفسیری ہے - یا معنے "تاکید ہے - اور ممانعت نہیں ہے اِس آیت میں مطلق باہر نکلنے سے اگرچہ نماز یا حج یا کسی اور بشری حاجت اور انسانی ضرورت ہی کے لئے نکلنا ہو - جیسا کہ شیعیوں نے (جنکے دل میں مرض ہے) مطلقاً نکلنے کی ممانعت کا خیال باندھکر حضرت رسول اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیاری بیوی - اور صدیق اکبرؓ کی بزرگ صاجزادی یعنی حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) پر طعن کیا ہے کہ جُناب ممدوحہ گھر سے نکلکر مکہ معظمہ اور وہاں سے واقعۂ جمل میں بمقام بصرہ تشریف لیگئیں تھیں" حالانکہ اُنکا مکہ معظمہ جانا حج کیلئے ہوا تھا - پھر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) شہید ہو گئے - اور مدینہ طیبہ میں فتنہ برپا ہو گیا تو وہاں سے حضرت طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) بھاگ کر حضرت صدیقہ رض کیخدمت میں حاضر آکر خواستگار ہوئے کہ آپ بصرے تشریف لیچلکر مسلمانوں میں صلح

کرادیویں۔ حضرت صدیقہ نے اس درخواست کی منظوری میں کچھ تامل
اور انکار فرمایا تو طلحہ اور زبیر نے اصرار کیا۔ اور اس آیت کے ساتھ حجت
پکڑی کہ لاخیر فی کثیر من نجواہم الامن امر بصدقۃ او معروف او اصلاح
بین الناس۔ اسپر حضرت اُم المومنین اپنے اُن محرموں کے ساتھ تشریف
لےگئیں۔ اور آپکی برکت سے صلح بھی ہوگئی۔ مگر پھر عبداللہ بن سبا یہودی منافق
خبیث کی چالاکی اور شرارت سے فتنہ کی آگ بھڑک کر مسلمانوں میں کُشت
وخون ہوا۔" قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمنے یہ قصہ اپنی کتاب سیف مسلول
میں بمفصل لکھا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب (قدس سرہ العزیز) تحفہ اثنا عشریہ میں اس
طعن کا جواب اسطرح پر تحریر فرماتے ہیں۔ "فرار در بیوت وعدم خروج از خانہا
اگر مطلق مے بود۔ بایستے کہ آنحضرت صلعم ازواج را بعد نزولِ ایں آیۃ
برائے حج وعمرہ نمے برآورد ودر غزوات ہمراہ نمے برد۔ وبزیارت والدین۔
وعیادتِ مریض۔ وتعزیتِ مُردگان از اقاربِ ایشاں رفتن نمیداد۔
وہو باطل قطعاً پس معلوم شد کہ مراد ازیں امر ونہی تاکید امرِ تستر وحجابست
تامثلِ چادر پوشاں در کوچہ وبازار ہرزہ گردی نکنند۔

جواب دیگر درکتبِ شیعہ مشہور ومتواتر است کہ در زمانِ خلافتِ
ابوبکر رض چوں غصب حقوقِ اہلِ بیت واقع شد حضرت زہرا رض را سوار کردہ در
محلات مدینہ۔ ومساکنِ انصار۔ خانہ بخانہ ودربدر وقت شب گردانیدہ
طلبِ امداد واعانت نمودہ شد۔

دیگر جمیع ازواج مطہرات مثل اُمّ سلمہ وصفیہ رض کہ نزد شیعہ مقبول
ومعتبر اند در حج وعمرہ مے برآمدند۔ بلکہ ام سلمہ دریں سفر تا مکہ شریک بود۔

ومیخواست تا ہمراہ عائشہ رضہ برآید۔ وخدائے تعالیٰ ازواج مطہرات را تجویزِ خروج بآئینِ پردہ وتستر فرمود۔ یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک الآیہ۔ وآنحضرت بعد نزول ایں آیت فرمود اُذن لکن ان تخرجن لحاجتکن ودریں سفر عبداللہ بن الزبیر رضہ ہمشیرہ زادہ حقیقی۔ وطلحہ بن عبداللہ شوہر خواہرش ام کلثوم وزبیر بن العوام شوہر خواہرش۔ اسماء واولادِ ایں ہردو نیز ہمراہ بودند۔ ابنِ قتیبہ کہ شیعاں بر تاریخ او اعتماد دارند۔ در تاریخِ خود مینویسد۔ فخرجت ومعہا ابناء طلحۃ رض والزبیر رض۔ باقطع نظر ازیں امور لفظ لاتبرجن الخ صریح دلالت میکند کہ از خروجِ مطلق منع نہ فرمودہ اند۔ بلکہ از برآمدن بے پردہ باز ینت وزیور واظہارِ لباسِ رنگین کہ رسم جاہلیۃ بود۔ وامر نزدِ شیعہ برائے وجوب نیست"۔

باقی رہا یہ امر کہ یہ حکم ازواج النبی ص امہات المومنین کے ساتھ خاص ہے یا تمام مسلمان عورتوں کو عام اور شامل ہے۔ اسکا فیصلہ بھی مذکورہ بالا تقریر سے ہوگیا۔ کیونکہ بے ضرورت اور بیحیائی کی صورت اور شکل سے نکلنے کی ممانعت میں خصوصیت بالکل بے معنے ہے۔ بلکہ امہات المومنین کی شان اس مظنہ سے اعلےٰ وارفع تھی۔ اُنکو مخاطب کرنے سے ازدیادِ تطہیر اور عام مسلمان عورتوں کو نصیحت کرنا مقصود ہے گھر میں مطلقاً بیٹھ رہنا نہ اُن حضرات پر فرض ہوا نہ عام مومنات پر۔ بعضوں نے یہ بھی کہا کہ یہ حکم مطلقاً گھر میں رہنے کا ہے۔ اور مخصوص ہے امہات المومنین کے ساتھ۔ لیکن صحیح نہیں ہے صحیح اور جمہور مفسرین کا قول وہی ہے جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔ خصوصِ موردِ خصوصِ حکم کا مستلزم نہیں۔

ترجمہ۔ تمکو اذن دیا گیا ہے کہ اپنی ضروری حاجت کیلئے باہر جایا کرو۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

نہیں ہے۔ اور ما بعد کی آیتیں بھی عموم ہی پر دلالت کرتی ہیں۔ مگر بہر صورت یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مطلقاً گھر سے نکلنا منع ہے۔ یعنی نہ امہات المومنین ہی کو یہ حکم ہوا کہ کبھی اور کسی صورت میں گھر سے نہ نکلیں نہ عام مومنات کو۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ "اس آیت (وقرن تا آخر) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو گھروں میں سکونت لازم پکڑنیکا حکم مراد ہے اور عام عورتوں سے بھی یہی امر مطلوب ہے۔ اور عورتوں کا نکلنا کبھی حرام اور کبیرہ ہوتا ہے جیسے قبروں کے میلوں اور تماشوں میں شامل ہونا۔ اور عطر لگا کر زیب وزینت کے ساتھ مسجد میں جانا۔ اور یقیناً فتنہ معلوم ہونیکے وقت باہر جانا۔ اور کبھی صرف حرام ہوتا ہے۔ مگر کبیرہ نہیں ہوتا۔ جیسیکہ جب وقوع فتنہ کا ظن غالب ہو باہر نکلنا۔ اور حج کو اور والدین سے ملنے اور رشتہ داروں کی بیمار پرسی اور تعزیت کو۔ اور ان کے سوا اور نیک کاموں کے لئے اُن شرطوں کے ساتھ جو اپنے موقع پر مذکور ہیں گھر سے نکلنا جائز ہے یعنی چہرے اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کے سوا تمام جسم چھپا ہوا ہو۔ کپڑا بھی تنگ یا باریک جسم نما نہ ہو۔ اور کسی خرابی کا ڈر بھی نہ ہو۔ جیسا کہ پہلے مکرر مذکور ہو چکا۔ پھر ولا تبرجن الخ کے تحت میں لکھا ہے کہ "قرار پکڑنیکا حکم اور باہر نکلنے کی ممانعت مطلق نہیں ہے۔ ورنہ اِس آیت کے نزول کے بعد حضور صلعم ازواج مطہرات کو حج اور عمرے کیلئے نہ نکالتے۔ اور نہ اونکو غزوں میں ساتھ لیجاتے اور نہ والدین کی ملاقات اور رشتہ داروں کی تعزیت کیلئے جانے دیتے حالانکہ یہ سب امور واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ احادیث انکی شاہد ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضور کی وفات کے بعد ازواج مطہرات حج کو جاتی تھیں۔ اور انپر صحابہ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور یہ بھی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آیت حجاب

کے نزول کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنی ازواج کو فرمایا کہ تمکو قضاءِ حاجت
کے لیئے باہر جانے کی اجازت ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ عام مومنات کے سوا
خاص ازواج مطہرات کو گھروں میں رہنے کا حکم صرف اُنکا وقار اور امتیاز ۔
مومنات پر ظاہر کرنے کے لئے تھا (چنانچہ نماز قائم رکھنے ۔ اور زکوٰۃ دینے کا اور
اطاعتِ خدا اور رسول کا حکم بھی اسی آیت میں ہے ۔) اور وہ حکم بھی اس طور پر
ہے کہ اکثر اوقات گھرونمیں رہا کریں بلاضرورت گلی کوچوں اور راستوں بازاروں
اور لوگوں کے گھرونمیں نہ پھرتی رہا کریں ۔ یہ حکم حج اور دینی مصلحتوں اور ضرورتوں کے
لئے تستر اور عزت کے ساتھ باہر نکلنے کا منافی نہیں ہے ۔ اگر ایسا ہوتا
تو ازواجِ مطہرات بلا انکار صحابہ کبھی حج کو نہ جاتیں ۔ بلکہ مروی ہے کہ حضرت
عمر فاروق رض نے اپنے عہد میں اُنکو حج کرائے ہیں ۔ اور صحابہ کرام میں سے
کسی ایک نے بھی اسپر انکار نہیں فرمایا ۔ پس جواز پر یہ اجماع سکوتی ہو گیا
اب اس واضح دلیل کے بعد کوئی ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ آیت مطلقاً لزوم بیوت
کے امر اور خروج عن البیوت کی نہی کا افادہ کر رہی ہے ۔ دیکھو سرورِ عالم
صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رض کے گھر میں بیمار رہے ۔ اور وہیں
وفات پائی ۔ کیا کسیکو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ ازواجِ مطہرات اپنے اپنے حجرونکو
لازم پکڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور عیادت کو حاضر نہیں
ہوئیں یہانتک کہ حضور کی وفات بھی ہو گئی اسکا گمان بلکہ وہم بھی درست نہیں ہے
پھر آیت ولا جناح علیہن فی آبائہن کے تحت میں ہے کہ اُس میں اختلاف ہے کہ
اُمہات المومنین کو پردہ کے ساتھ باہر جانا درست تھا یا نہیں ۔ قاضی عیاض نے
عدم جواز لکھا ہے اور کہا ہے کہ پردہ کی فرضیت اُنکے ساتھ مخصوص ہے ۔ اُنکو وجہ
اور کفین کا چھپانا اور سوائے حاجتِ براز کے گھر میں رہنا فرض تھا ۔ اور قاضی کا استدلال

موطا کی اس روایت سے ہے کہ حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی تو حضرت
اُم المومنین حفصہ کے لئے عورتوں نے پردے کا ایسا اہتمام کیا کہ کسی
مرد کو اُنکا کپڑا بھی نظر نہ آوے۔ اور اسی لئے حضرت اُم المومنین زینب رض
کے جنازے پر قبہ بنایا گیا تھا" حافظ ابن حجر نے قاضی کے قول کو رد
کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حضرت حفصہ اور زینبؓ کے قصوں میں قاضی کے
اس دعوے کی کچھ دلیل نہیں ہے کہ امہات المومنینؓ گھروں میں ہی رہنا
ہی فرض تھا۔ پس حضرات ممدوحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حج اور طواف
کرتی رہی ہیں اور صحابہ وتابعین اُن سے حدیث سُنتے رہے ہیں۔ اور اُن وقتوں
میں یہ حضرات مستترات الابدان ہی ہوتی تھیں۔ نہ کہ مستترات الاشخاص۔
(اسکے بعد صاحب تفسیر لکھتا ہے) میں اشخاص کے چھپانیکو عورتوں کے حق
میں افضل جانتا ہوں۔ پس بعید نہ جاننا چاہیے کہ امہات المومنین کے لیے
تستر اشخاص مستحب تھا۔ اور اس میں اُن سے بہ نسبت دوسری عورتوں
کے زیادہ تر کوشش طلب کیگئی تھی۔ اور حضرت زینبؓ کے جنازے پر قبہ کیا
جانا بھی اس خصوصیت کو مستلزم نہیں ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کے جنازے
پر بھی قبہ بنایا گیا تھا۔" روح المعانی کا مضمون مختصراً اور ملخصاً تمام ہوا۔
اسی طرح آیۃ۔ یاایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین الآیۃ
بھی وقرن فی بیوتکن کی خصوصیت کو مانع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
تیسری آیت ہے یاایہا النبی قل لازوجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن
من جلابیبھن۔ ذالک ادنےٰ ان یعرفن فلایوذین۔ وکان اللہ غفورالرحیما۔
یعنی اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنے اوپر اپنے چادریں اوڑھ
لیا کریں اس سے یہ پہچان لی جاویں گی [illegible]

اس آیت سے بھی گھروں میں بند رہنے کی فرضیت سمجھنا کم فہمی ہے بلکہ اس سے تو باہر آنے جانے کا جواز نکلتا ہے۔ کیونکہ گھر میں بیٹھے دراز اور وسیع چادر میں بدن اور آرائش کو لپیٹنے اور چھپائے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسکا تو صرف یہ مطلب ہے کہ جسوقت عورت باہر جاوے چاہیئے کہ فراخ چادر میں اپنے کان۔ گردن۔ اور چھاتی اور ان اعضائے کے زیورات سب چھپا کر حیا و شرم کے ساتھ جاوے اس آیت میں تمام جسم کو چہرے سمیت چھپانیکا بھی حکم موجود نہیں۔ گھروں میں چھپی رہنے کا تو کیا ذکر۔

تفسیر روح المعانی میں بروایت حضرت ام سلمہ رضہ لکھا ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں (اپنی پہلی عادت کے خلاف) نہایت حیا و شرم سے نیچی نگاہ کر کے بہت سکینت اور وقار کے ساتھ اور سیاہ رنگ کی چادروں میں باہر نکلنے لگیں۔

تفسیر مظہری میں اسی آیت کے تحت میں صحیح بخاری کی حدیث بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضہ لکھی ہے کہ آیت حجاب کے نزول کے بعد حضرت سودہ رضہ باہر نکلیں حضرت عمر رضہ دیکھکر خفا ہوئے۔ حضرت سودہ نے واپس آکر۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں عمر رضہ کی شکایت کی کہ مجھکو ایسا ایسا کہا۔ اسیوقت آنحضرت صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی (یا ایہا النبی قل لازواجک تا آخر) حضور نے ازواج مطہرات کو بشارت فرمائی کہ اس آیت سے تمکو قضائے حاجت کیلئے باہر جانیکی اجازت ہو گئی۔ قاضی صاحب شرح کرتے ہیں کہ یعنی اذن لکن ان تخرجن متجلببات یعنی تمکو فراخ چادر اوڑھ لپیٹ کر باہر جانیکی اجازت ہو گئی ہے،، دیکھو یہ قصہ نزول آیت حجاب کے بعد کا ہے۔ چوتھی آیت واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء

تا آخر۔ مندرجہ بالا آیتوں کے متعلق جو تقریر گذر چکی وہ اسکے جواب کیلئے بھی کافی ہے۔ خصوصًا اوپر کی تقریر یعنی متعلق آیت سوم۔ اور مطلب اس آیت کا صرف اسیقدر ہے کہ ہر شخص خواہ مخواہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گھر میں نہ چلا جایا کرے۔ کیونکہ زنانہ مکانوں میں بیباکی سکا تھ جب چاہی چپ چاپ چلا جانا اچھا نہیں ہے۔ یہانتک کہ اگر کسی گھر میں تمام عورتیں اپنی محرم ہی ہوں تب بھی بدون اطلاع کے چلا جانا بُرا ہے۔ چہ جائیکہ دوسرونکے گھروں میں۔ پھر جناب سید الکونین کے دولتخانہ میں بے باکانہ چلا جانا تو بہت ہی گستاخی سمجھنا چاہیئے۔ پس اصحاب کو حکم ہوا کہ اگر تم کو حضور کے گھر سے کچھ چیز لینی ہوا کرے تو باہر کھڑے مانگا کرو۔

فائدہ دوم۔ ایسی مرفوع حدیثیں جنسے مطلقًا عورتوں کی گھروں میں بندش فرض واجب کیجاتی ہے اسوقت چار ہی مرفوع حدیثیں ہمارے پیش نظر ہیں ہم اُن ہی پر نظر غور کرتے ہیں اول مجمل طور پر یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب قرآن مجید سے اس بندش کا فرض و واجب ہونا ثابت نہیں ہوا تو اب حدیث مرفوع متواتر یا مشہور درکار ہے جس سے حکم فرضیت یا وجوب کا ثابت ہو۔ اور منجملہ ان چاروں حدیث کے نہ کوئی متواتر ہے نہ مشہور سب درجۂ احاد میں ہیں۔ لہذا ان سے اس بندش کی فرضیت یا وجوب کا حکم پیدا نہیں ہو سکتا۔ حدیثیں یہ ہیں پہلی حدیث یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان المرءة عورة فاذا خرجت استشرفہا الشیطان۔ واقرب ماتکون من رحمۃ ربہا وہی فی قعر بیتہا۔ رواہ الترمذی والبزار عن ابن مسعود رض مرفوعًا

لے یعنی عورتیں چھپا نیکے لائق ہیں عورت جب باہر نکلتی ہے اُسکو شیطان

دوسری حدیث۔ اخرج البزار[عـه] عن انس رضـ قال جئن النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلن یا رسول اللہ ذہب الرجال بالفضل والجہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ فہل لنا من عمل ندرک بہ فضل المجاہدین فی سبیل اللہ تعالیٰ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من قعدت منکن فی بیتہا فانہا تدرک عمل المجاہدین فی سبیل اللہ تعالیٰ۔ یہ دونوں حدیثین تفسیر روح المعانی میں ہیں۔

تیسری حدیث۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے احیا میں لکھی ہے وہ یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابنتہ فاطمۃ رضـ ای شیئ خیر للمرءۃ قالت لا ترے رجلا ولا یراہا رجل فضمہا الیہ وقال ذریۃ بعضہا من بعض۔ چوتھی حدیث حضرت ام سلمہ رضـ کی تفسیر مظہری میں ہے۔ قالت انہا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل ابن ام مکتوم الحدیث۔

یہ چاروں حدیثیں محمول ہیں اولویت وافضلیت اور درجۂ اتقا پر جو درجۂ فتوے سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ ان سے گھروں میں بند رہنے کا فرض یا واجب ہونا نہیں پایا جاتا۔ نہ خروج کی مذمت سے نہ قرار کی مدح سے۔ کیونکہ احادیث میں بعض مکروہ افعال کی مذمت اور مستحبات ونوافل کی مدح بھی ہوتی ہے۔ پہلی اور دوسری حدیث کو روح المعانی میں اُس باہر نکلنے پر حمل کیا ہے جو میلوں اور تماشوں کیلئے ہو۔ یا زینت اور خوشبو کے ساتھ ہو۔ یا فتنہ کا یقین یا ظن غالب ہو کما مر۔ تیسری حدیث کے ناقل حضرت امام غزالی (رحمہ اللہ تعالیٰ)

عـه یعنی بزار نے حضرت انس رضـ سے روایت کی ہے کہ کچھ عورتیں جمع ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مردوں نے تو بہت فضیلت اور جہاد کے ثواب حاصل کر لئے ہیں۔ ہم کو کوئی ایسا عمل ارشاد ہو جس سے خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالوں کے برابر ہمکو فضیلت ملے۔ باقی بر صفحہ آئندہ

خود فرماتے ہیں "والطریق المغنی عن الغیرۃ ان لایدخل علیہا الرجال وہی لاتخرج الی الاسواق - یعنی غیرت کو کفایت کرنے والا طریقہ یہ ہے کہ نہ عورت کے پاس اجنبی مرد آیا کرے اور نہ عورت بازاروں میں نکلا کرے" اس کا مطلب بھی روح المعانی کے مطلب کے موافق ہے - اجنبی مرد کا کسی کے گھر میں عورت کے پاس جانا اور بیٹھنا اُٹھنا سخت اندیشناک اور بیجا ہے - اور عورتوں کا بیباکی کے ساتھ بازاروں میں پھرنا بھی بیغیرتی ہے - پھر امام غزالی فرماتے ہیں کہ "اب باہر نکلنا پاکدامن عورت کا اپنے خاوند کی رضامندی سے مباح ہے" لیکن گھر میں رہنا زیادہ سلامتی کا باعث ہے - اور نہ نکلنا چاہیے مگر ضروری کام کیلئے - نہ سیر اور تماشوں کیلئے اور نہ ایسے کاموں کیلئے جو غیر ضروری ہوں - پھر جب نکلے تو مردوں سے نیچی نگاہ رکھے - اور ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا مُنہ عورت کے حق میں عورت ہے - نہیں بلکہ وہ ایسا ہے جیسا کہ مرد کے حق میں امرد لڑکے کا چہرہ خوف کے وقت نظر حرام ہے نہ مطلقاً اور بلا خوف فتنہ - کیونکہ مرد ہمیشہ کھلے مُنہ پھرتے رہے ہیں اور عورتیں مُنہ پر نقاب کر کے ہمیشہ باہر نکلتی رہی ہیں - اگر مردوں کا مُنہ عورتوں کے حق میں ستر ہوتا تو مردوں کو نقاب کا حکم ہوتا - یا عورتیں بلا ضرورۃ نکلنے سے منع کیجاتیں حالانکہ نہ مردوں کو نقاب کا حکم ہے نہ عورتیں بلا ضرورۃ نکلنے سے منع کیگئیں" انتہے - پانچویں حدیث عبد اللہ بن اُم مکتوم کے آنے کے قصہ کی ہے - یہ بھی اولویت اور تقوے کے علاوہ یا ازواج مطہرات کی خصوصیت پر محمول ہے جیسا کہ بعض علما کا قول ہے - ورنہ اس اجماع کے خلاف ماننا پڑے گا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ - ارشاد ہوا کہ جو عورت اپنے گھر بیٹھی رہیگی وہ مجاہدین کے برابر ہی فضیلت حاصل کریگی ۱۲ منہ

کہ مردونکا چہرہ عورتوں کے حق میں بالاجماع ستر نہیں ہے (جیسا کہ اوپر
مذکور ہوا) اور بقول بعض عبداللہ بن ام مکتوم کا کپڑا پھٹا ہوا تھا۔ تستر ناقص
تھا۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو معلوم ہوچکا تھا۔ اسلئے ازواج
مطہرات کو علیحدہ ہوجانیکا حکم دیا تھا۔ دیکھو فاطمہ بنت قیس کو
اُسکے شوہر نے طلاق بائن دی۔ حضور نے فاطمہ کو عبداللہ بن ام مکتوم
کے گھر میں عدت پوری کرنیکو ارشاد فرمایا۔ وہ حسب ارشاد وہیں رہی
اس سے عورت کو نابینا مرد کی طرف دیکھنے کا جواز ثابت ہوا۔ چنانچہ
پہلے مفصل بیان ہوچکا ہے۔ **تیسرا فائدہ** ۔ یہ امر مخفی اور پوشیدہ نہیں
ہے کہ صحابی کا کوئی عمل اگر درحقیقت سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہو جو کسی وجہ
سے پہلے متروک العمل ہورہی تھی تو اوسپر عمل کرنا عین سنت رسول پر عمل
کرنا ہے۔ جیسے نماز تراویح بجماعت اور اگر صحابی نے اپنے اجتہاد سے یا کسی
مثال سابق پر کوئی عمل کیا یا فرمایا ہے۔ اور دیگر صحابہ نے اُسپر انکار نہیں
کیا۔ یا کسی امر مباح میں مصلحۃً جانب عمل یا جانب ترک کو ترجیح دیدی ہے
اور اب بھی مصلحت کا وہی مقتضے ہے تو ان سب صورتوں میں بحکم علیکم
بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المہدیین من بعدی ۔ اُن کاموں میں صحابہ
کا اقتداء موجب ثواب سُنت۔ اور ترک اقتداء مکروہ اور ترک سنت ہی
کے مثل ہوگا۔ غرض یہ کہ صرف صحابی کے قول اور فعل سے کوئی فعل
فرض واجب اور اُنکے ترک کرنے سے حرام نہیں ہوتا۔ جب تک اُس کے
لئے قرآن اور حدیث سے ایسی حجت نہ پائی جاوے جیسیکہ مطلوب
اور معلوم اہل علوم ہے۔ جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہوچکا تو اب اُن آثار کی
نسبت غور کرنا چاہیئے جو عورتوں

آثار بھی اسوقت ہمارے روبرو جارہی ہیں۔

اول رائی[1] معاذ رضہ امرءتہ تطلع فی الکوۃ فضربہا۔

دوم قال[2] عمر رضہ اعروا النسآء یلزمن الحجال۔

سوم قالت[3] عائشۃ رضی اللہ عنہا لو علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت النسآ بعدہ لمنعہن من الخروج۔ یہ تینوں آثار احیاء العلوم میں ہیں

چہارم امام غزالی فرماتے ہیں کہ کان[4] اصحابہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یسدون الکوی والثقب فی الحیطان لئلا تطلع النسوان الی الرجال۔ ان آثار پر اجمالاً یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ عورتوں کی گھروں میں بندش کی فرضیت نہ قرآن وحدیث سے ایسی طرح پر ثابت ہوئی ہے جیسکہ چاہیے۔ نہ کوئی سُنّت متروکہ تھی پس بحکم استقراء وہ اُن صحابہ کا اجتہاد ہے۔ یا باہر نکلنا مباح تھا چنانچہ خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورتوں کو مسجد اور عیدین کی حاضری کا اذن دیا ہوا تھا ایک جانب کو یعنی جانب ترک کو مصلحۃً ترجیح دیگئی ہے۔ اور وہ مصلحت بے شک اب بھی موجود ہے۔ تو بس گھروں میں عورتوں کا رہنا بحکم حدیث ما رءٰہ[5] المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن مستحب اور اولے اور افضل ہوا نہ فرض و واجب۔

---

[1] ترجمہ۔ دیکھا معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو کہ گھر کے سوراخ سے باہر کو جھانکتی تھی پس آپنے اُسکو مارا ۱۲ منہ رحم [2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورتوں کو برہنہ تن رکھو تاکہ اپنی مسہریوں میں پڑی رہا کریں۔ [3] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم عورتوں کی اِن باتوں کو جانتے جو اُنہوں نے آپکے بعد نکالی ہیں تو ضرور اُنکو نکلنے سے منع فرماتے۔

[4] حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب دیواروں کی سوراخوں اور روزنوں کو بند کردیتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں [5] ترجمہ جس کام کو (دیندار) مسلمان نے نیک سمجھا وہ اللہ کے نزدیک بھی نیک ہے ۱۲ منہ رحم۔

اور یہی ہمارا دعوے ہے جو ثابت ہوگیا۔ والحمد للہ علے ذالک۔
اور حضرت معاذ رضہ کا اپنی بیوی کو جھانکتے دیکھکر مارنا ممکن ہے اسلئے ہو کہ آپ اُسکو مکرر منع کر چکے ہوں۔ اور اُسکی عادت ہی ایسی جھانکنے تانکنے کی ہو۔ اور صحابہ کا گھرونکے سوراخوں کو بند کرنا بھی بہت پسندیدہ امر ہے۔ یہ کب روا ہے کہ جسکے گھر کی عورتیں اپنی ضروریات میں باہر نکلتی ہوں وہ گھر کی دیواروں میں سوراخ اور روشندان اور کھڑکی بھی رکھا ہی کریں۔ اور اُنمیں سے جھانکا کریں۔ اس سے بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اور سوراخ سے نامحرم لوگ ننگے کھلے کو جھانک کر دیکھ سکتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضہ کا ارشاد اعروا النساءؔ اور حضرت صدیقہ رضہ کا ارشاد لو علم الکنبی یہ سب اپنے موقع اور محل پر درست ہیں۔ غرض یہ آثار اور صحابہ کا انتظام سوراخہائے مکان یہ سب احتیاط کے کام ہیں۔ اہلِ تقوے کا کام مکروہ اور شبہ سے اُسی طرح بچنے اور بچانے کا ہے جیسے کبائر اور محرمات سے ہے۔ اس سے مطلقاً گھر میں رہنا فرض اور باہر نکلنا حرام نہیں ہوسکتا ہے۔ اور حضرت ممدوحہ کے قول سے بخوبی ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے باہر نکلنے سے منع نہیں فرمایا۔ اور یہ کہ مسلمان عورتیں زمانہ رسالت میں باہر نکلنے کی عادی تھیں اب یہ حضرت صدیقہ کا خود اپنا خیال ہے کہ حضورؐ اگر عورتوں کی موجودہ حالت کو یعنی زینت اور تکلفات لباس کو ملاحظ کرتے تو نکلنے سے منع فرماتے حالانکہ حضور تو ایسے حکیم کامل تھے کہ آپنے قیامت تک کی مصلحتوں کو بفضل خداوندی سوچ سمجھ لیا اور دین کی تکمیل کا بقیہ نہیں چھوڑا۔ حضرت صدیقہؓ کا یہ کلمہ عورتوں کے انزجار کیلئے فرمایا ہے۔ اور معاذ اللہ آپ احکام

دین کو ناقص اور قابلِ ترمیم نہیں جانتی تھیں۔ اگر آپ (اہلِ حق علماء و
متبعانِ سنتِ سنیہ حضرت صدیقہ رض کے اس قول کا یہ یا ایسا ہی
کوئی اور صحیح محمل نہ نکالیں تو نئی روشنی والوں پر بھی نظرِ عنایت رکھیں
وہ لوگ بھی زمانے کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے موافق اگر عقاید
و احکامِ اسلام میں کچھ ترمیمیں کریں تو کرنے دو۔ اب ناظرینِ انصاف
فرمائیں کہ قرونِ اولیٰ یعنی خیر القرون سے آجتک تمام بلادِ اسلام میں
مسلمان عورتیں ہمیشہ اپنی ضروریات میں باہر نکلتی رہی ہیں۔ مشکوۃ کے
باب القتال والجہاد سے ثابت ہے کہ ام سلمہ اور ام عطیہ اور اُنکے سوا اور بھی
بہت سی انصاری عورتیں لڑائیوں میں حاضر رہکر کھانا پکانے اور پانی
پلانے۔ اور بیماروں کی خدمت۔ اور اسباب کی حفاظت کا کام کرتی
تھیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت شارع علیہ السلام نے مسلمانوں کو تکلیفِ
مالا یطاق نہیں دی۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات
اس قاعدہ کا ماخذ آیت ماجعل علیکم فی الدین من حرج۔ اور لا یکلف اللہ
نفسًا الا وسعہا۔ اور یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ اور یرید اللہ ان یخفف
عنکم وخلق الانسان ضعیفا۔ اور ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج۔ اور طٰہٰ ما انزلنا
علیک القرآن لتشقٰی۔ اور بہت سی احادیث منجملہ اُن کے یہ احادیث
ہیں۔ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ اصحاب کی ایک جماعت امہات
المومنین کے پاس حاضر ہوئی اور حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) کی عبادت کا حال
پوچھا۔ امہات المومنین نے بیان کر دیا۔ اُنہوں نے (کچھ تعجب سا کیا) گویا

عہ ترجمہ اللہ نے تم پر دین میں تنگی اور سختی نہیں کی ہے ۱۲ عہ ترجمہ اللہ کسیکی جان کو اُسکے مقدور
سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا عہ ترجمہ اللہ تعالے تمہاری آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہاری تنگی نہیں چاہتا باقی صفحہ ۳۰

حضرت کی عبادت کو کم سمجھا پھر کہنے لگے کہ (کیا تعجب ہے) حضور تو بخشے بخشائے ہیں۔ (عبادت کم ہو تو کیا مضائقہ) پھر وہ اپنی عبادت کا حال بیان کرنے لگے۔ ایک نے کہا کہ میں رات دن نماز ہی میں رہتا ہوں دوسرے نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں۔ کبھی ناغہ نہیں کرتا تیسرا بولا کہ میں نکاح نہیں کرتا ہمیشہ مجرد رہتا ہوں۔ اسی گفتگو کے ہوتے ہوئے حضورؐ تشریف لے آئے۔ اور فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ یاد رکھو کہ میں حق تعالے سے تم سب سے زیادہ خوف اور ڈر رکھنے والا ہوں۔ مگر اسپر بھی میں کبھی (نفلی روزہ رکھتا ہوں کبھی نہیں۔ اور رات کو نفل) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس (میری سنت تو یہ ہے) جو شخص میری سُنت سے مُنہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (یعنی میری امت سے یا میرے طریقہ پر نہیں ہے) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایکبار حضور (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کوئی شئے تیار کی اور صحابہ کو اُسکی رخصت دی۔ بعضے لوگوں نے اوسکے استعمال سے نفرت کی۔ اِسکی خبر حضورؐ کو پہنچی آپنے وعظ میں فرمایا کہ بعضے لوگونکا کیا حال ہے کہ جس شئے کو میں کروں وہ

بقیہ صفحہ گذشتہ - اور مشکل نہیں چاہتا ۱۲ منہ للعہ ترجمہ اللہ تعالےٰ تم سے (بھاری حکموں کے بوجھ) ہلکا کرنا چاہتا ہے۔ اور پیدا کیا گیا ہو انسان کمزور ایسا کہ وہ اللہ کے آسان اور ہلکے حکموں کو بھی بھاری سمجھتا ہے ۔ اللہ تعالے یہ نہیں چاہتا کہ تم پر دین کے حکموں میں (سختی پیدا کرکے تم کو) دقت میں ڈالے ۱۲ منہ ۔ ہم نے (اے نبی) تم پر قرآن مجید اسلئے نہیں اُتارا ہے کہ تم کو محنت اور دقت میں ڈالا جاوے ۱۲ منہ ر

اُس سے پرہیز کریں۔ پس (اُنکا عمل غلط ہے) واللہ میں احکام الٰہی کا اُن سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اور خدا کا خوف بھی مجھ کو اُن سے زیادہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اِنّ ہذا الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ۔*

یہ نصوص ہیں ماخذ اس قاعدے کے۔ اور اس قاعدے پر فقہ کے صدہا مسائل مبنی ہیں۔ اب اگر مطلقاً گھر میں رہنے کی فرضیت اور باہر نکلنے کی حرمت بالفرض مان بھی لی جاوے تو پھر بھی بموجب قاعدہ مذکور غریب اور اہلِ حرفت عورتوں کو اپنے حوائج اور ضرورتوں کے واسطے سادے اور گاڑھے اور وسیع لباس میں جس میں صرف بقدر ضرورت چہرہ اور ہتیلیاں اور پاؤں کھلے ہوں حیا شرم کے ساتھ گھر سے باہر جانا مباح اور جائز ہوگا اور اس سے اُن عورتوں اور اُن کے مردوں کی دینداری اور آبرو کو کچھ بھی عیب نہیں لگتا۔

یہ کوئی دینداری نہیں ہے کہ گھر میں پانی نہو اور نہ کوئی مرد پانی لانے والا موجود ہو۔ وضو اور غسل کی ضرورت ہو یا کوئی بچہ یا بیمار پیاس سے جاں بلب ہو اور بی بی صاحبہ گھر میں بیٹھی ہوئی سقہ ہی کی جان کو روتی رہیں نماز قضا۔ بچہ اور بیمار کی جان ہلاک کر کے سقہ ہی کی گردن پر اوسکا وبال سمجھیں اور خود بالکل بری الذمہ اور بیگناہ بنی رہیں۔ اور گھر میں بیٹھی ہوئی بھوک سے اپنی اور بچوں کی جان کو ہلاک کیا کریں اور خود باہر جا کر مزدوری اور حرفہ کچھ نہ کیا کریں۔ اور خدا ئے تعالےٰ پر گھر کے اندر ہی روزی کا پہنچانا فرض سمجھتی رہیں۔ دینِ اسلام کو لوگوں نے

* ترجمہ۔ یعنی کوئی شخص (دین کی رخصتوں کو مہمل چھوڑ کر جو اپنے اوپر) دین کو سخت کرلیتا ہے تو اسکو دین ...

ایک ہوّا بنالیا ہے۔ حالانکہ یہ نہایت ہی سہل اور آسان دین ہے۔ دین و دنیا اور عقبے (دونوں عالم) میں رحمت ہے۔ زحمت ہرگز نہیں ہے۔ جس تشدد کیساتھ پردہ کا التزام ہند کی بعض مسلمان قوموں نے کیا ہوا ہے۔ وہ ابتداءً کچھ بوجہ تمول و دولتمندی و امارت و ریاست ان میں جاری ہوا تھا۔ اور کچھ اسلئے کہ بوجہ فاتحیت ہنود کی نظروں میں خار تھے اور اکثر ہندو ہی عورتیں مشرف باسلام ہوکر ان مسلمانوں کے گھروں میں ہوتی تھیں۔ پس دشمنوں سے اپنی آبرو بچانے کے لئے عورتوں کو کمال احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھنا پڑتا تھا۔ وہی عادت ابتک جاری ہے۔ ورنہ ایسی بندش کا التزام بلادِ اسلام میں کہیں نہیں ہوا۔ اور نہ ہے (اب بھلا بڑے امیر گھروں کی تو میں کہہ نہیں سکتا۔) مگر اسمیں شک نہیں کہ اوسط گھروں کی عورتیں علےٰ قدر الحیثیت وسیع اور کشادہ مگر سادہ کپڑوں میں باہر نکل کر خرید فروخت اور کار بار کرتی ہیں۔ کشمیر۔ پشاور۔ کابل۔ قندھار۔ بلخ۔ بخارا۔ وغیرہ سے بہت وارد و صادر مسلمان عورتیں ہندوستان میں آتی ہیں۔ اُنکا حال تو مشاہدہ ہوتا ہی ہے عرب میں بھی ہمنے خود یہی حالت دیکھی ہے کہ بازاروں میں سفید پوش عورتیں برقعہ یا چادر میں بھی پٹی ہیں بیٹھی ہوئیں مختلف اشیاء فروخت کرتی ہوئیں ہر جگہ پائی جاتی ہیں۔ کیا یہ اور تمام مسلمانوں کا جم غفیر حرام اور کبیرہ کا مرتکب اور دیوث ہے؟ حاشا و کلا۔ ایسا خیال کرنا ناروا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو اکثر حرفے بدون شرکت مرد اور عورت کے سرانجام بالکل (یا عمدہ طور پر) نہیں پا سکتے۔ ہماچوں لوگوں نے جو عورتوں کی بندش کی ہوئی ہے اُنکی کاشتکاری بھی نہایت گھٹیل درجہ کی ہے۔ اونکی اکثر وجہ معاش سرقہ اور رہزنی پر رہی ہے۔ آیت ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ۔ میں بھی اسطرف کچھ اشارہ پایا جاتا ہے کہ مرد عورت ملکر محنت مشقت اور صنعت حرفت سے معاش اور غنا حاصل کرینگے۔ اور قابل

غور ہے کہ طلاق کی عدت میں شوہر کے گھر میں رہنا ضروری ہونے کے کیا معنے ہیں۔ دیگر ایام میں باہر نکلنا جائز نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

وفاتِ شوہر کی عدت میں دن کو گھر سے نکلنے کا جواز کس خصوصیت سے ہوا ہے؟

اس تمام مندرجہ بالا تحریر سے شرعی پردے کی تحقیق اور تفصیل بخوبی ظاہر ہو چکی!

تنبیہ سوم تنبیہات مندرجہ بالا کا خلاصہ یہ ہوا کہ شرعاً پردے کی چار حالتیں ہیں اول فرض و واجب اور وہ بحسب ذیل ہے (الف) اجنبی لوگوں سے چہرے اور ہاتھ پاؤں کے سوا بالاتفاق۔ اور کہنی اور بازو کے بھی سوا بروایت امام ابو یوسف از امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ باقی تمام بدن کا چھپانا (ب) محارم سے مندرجہ بالا اعضا عـــہ کے سوا نیز سر اور کان اور گردن۔ اور (پستان سے اوپر کے حصہ) سینے۔ اور پنڈلی کے سوا باقی تمام بدن کا چھپانا (۳) اجانب اور محارم دونوں سے (جبکہ وہ اپنے دل میں بدخیال پاوے یا مرد کے دل میں خیال بد سمجھے تو اُس خاص مرد سے) جملہ مستثنے اعضا کا بھی چھپانا۔ بلکہ ایسی حالت میں اپنے پہنے ہوئے رنگین اور خوشنما لباس اور زیور کا بھی چھپانا۔ (یادداشت) مندرجہ بالا عبارت میں جس جگہ بدن کا چھپانا لکھا ہے اُسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ گھر کے اندر ہی چھپنا فرض ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ بدن کو جسطرح ممکن ہو چھپا لیو خواہ کپڑوں میں خواہ گھاس پھوس اور خاک یا ریگ میں یا در اور دیوار کے پیچھے یا گھر میں۔ دوم اولےٰ اور مستحب یعنی حتے المقدور جہانتک حرج نہو (الف) اجنبی اور محرم سے علے العموم سب مستثنے اعضا کو بھی چھپانا۔ (ب) گھر میں رہنا اور اپنے فقر و فاقہ کی تکالیف کو سہنا۔ (ج) جس جگہ اور جس شخص سے فتنے اور خرابی کا کچھ وہم بھی ہو اُس سے بچنا۔ سوم حرام اور مکروہ یہ اُن حالتوں میں ہے (الف) وضو اور غسل کی ضرورت ہو اور نماز کا وقت تنگ

عـــہ۔ یعنی چہرے اور ہاتھ پاؤں کے سوا

یا کوئی بچہ یا بیمار پیاس سے بے قرار ہو۔ اور کوئی پانی کا لانے والا موجود نہ ہو۔ تو پردہ نشینی کے خیال میں رہ کر نماز قضا کرنا۔ بچہ اور بیمار کو پیاسا ہونے دینا جایز نہیں ہے۔ اُس پر فرض ہے کہ باہر جا کر پانی لاوے۔

(ب) کھانے اور پہننے کو گھر میں موجود نہ ہو۔ تو بھوک سے اپنی اور بچوں کی جان کو ہلاک کرتے رہنا۔ پھٹے کپڑوں میں ستر کھلے رکھنا۔ اور نمازوں کو تباہ اور برباد کرنا۔ گرمی اور سردی کی مصیبت میں مرنا تباہ ہو جانا حلال نہیں ہے۔ بلکہ ایسی حالتوں میں فرض ہے۔ کہ باہر جاوے اور حرفہ کر کے رفع ضرورت کرے۔

(چہارم) مندرجہ ذیل امور عورت کو بہ حالتِ امن وامان مباح ہے۔ یعنی جنمیں شریعت نے عورت کو کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔

(الف) چہرے اور پہنچوں اور پاؤں کا اور بروایتے کہنی اور بازو کا بھی امن کی حالت میں اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا۔ اور سادہ لباس میں باہر نکلنا۔

(ب) مندرجہ بالا اعضا اور سر اور کان اور گردن اور سینہ (پستان سے اوپر کا حصہ) اور پنڈلی محرموں کے سامنے کھولنے۔

(ج) سادی اور کرخت آواز سے نامحرم سے بات کرنا۔

(پنجم) مندرجہ ذیل امور مردوں کو بہ حالتِ امن جایز ہیں

(الف) مندرجہ بالا مردوں کو عورت کے مندرجہ بالا اعضا دیکھنے

(ب) عورت کے بدن پر کپڑے (بشرطیکہ چست اور باریک جسم نما نہوں) اور اُس کے زیور ستا دیکھنے +

خاتمۃ الکتاب

اِس رسالہ میں عورتوں کے بلا ضرورت گھروں میں بند رہنے کی عدم فرضیت کا ثبوت۔ اور قائلانِ فرضیت کا کافی جواب تحریر ہو چکا۔ اب ہم چند امور بطور سوال لکھتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اِس رسالہ کا جواب لکھیں تو اِن سوالونکا جواب بھی تحریر فرما دیں۔

سوالات یہ ہیں۔ (اول) سوال یہ ہے جیسا کہ درج بالا بھی ہو چکا) کہ عورت کو ایام عدت میں دنکو گھر سے باہر جانیکی اجازت کس خصوصیت سے ہے۔ چنانچہ یہ مسئلہ متفق علیہ تمام فقہا کا ہے۔ (دوم) طواف اور سعی میں آپکا متدعویہ) پردہ کس نص صریح نے اُٹھا دیا ہے۔ اِن اعمال کو ادا کرتے وقت چہرہ اور ہاتھ اور پاؤں کیوں ستر نہیں رہتے؟ اور آپکا مروجہ برقعہ (جس کو پہنکر اب یہ اعمال ادا ہوتے ہیں) کب سے جاری ہے؟ کیا زمانۂ رسالت خلافت میں تجویز ہوا ہے یا ائمہ مجتہدین نے تجویز کیا ہے اور فقہا نے لکھا ہے۔ اور کہاں؟ (سوم) وقوفِ عرفات میں عورتوں کیلئے کوئی جدا احاطہ ہوتا تھا؟ یا خیمے تھے یا قناتیں کھڑی ہوتی تھیں؟ یا پردے کا کیا انتظام تھا۔ یا شرع شریف نے تجویز کیا ہوا ہے (چہارم) روضۂ مقدسہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کا عورتوں کیلئے کیا انتظام تھا۔ اور شرعًا تجویز ہوا ہے کیا اندر ڈولی لیجانیکا عمل تھا۔ یا مشروع ہوا ہے؟ (پنجم) آیتِ مباہلہ۔ تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم تا آخر۔ میں عورتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ وہ کس طرح نکلیں۔ اور مردوں ہی کے شامل رہیں یا اُن کے لئے پردہ کا علیحدہ انتظام کیا جائے۔ اور کیونکر؟ وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علے حبیبہ ورسولہ سید الاولین والآخرین سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ✤

فصل الخطاب شتروستر ائت

۶ محرم ۱۳۴۶ھ ۷ جولائی ۱۹۲۷

منجانب جناب حاجی عبدالقیوم صاحب پنشنر

بوساطت جناب سید محمود حسین صاحب مدیر اعلیٰ

برائے کتب خانہ دارالمطالعہ

از جانب جناب مولوی سید محمد حسین صاحب شوق

زیر نگرانی دارالمطالعہ مدرسہ قومی اسلام

الراقم محمد اسمٰعیل غفرلہٗ

۱۳۴۶ھ
محرم

۳۶
نالی

۲ صفر ۱۳۲۶ھ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

مرحمت جناب شیخ عبد القیوم صاحب ڈپٹی کلکٹر

بوساطت جناب سید محمود حسین صاحب مدرس [illegible]

برائے کتب خانہ دار العلوم ندوہ

از جناب بابو مولوی سید محمد حسین صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible]